TEXT

داستان رانی کیتکی

اور

کنور اودے بھان کی

داخل نصاب علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

تصنیف

سید انشاء اللہ خاں انشاء

مع

دیباچہ، پیش لفظ، تجزیہ و تبصرہ و مختصر حالات زندگی وغیرہ

جملہ حقوق محفوظ

از

بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبد الحق

ایجوکیشنل بک ہاؤس

سول لائن۔ حامد علی بلڈنگ (یونیورسٹی ایریا)، علی گڑھ (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

داستان
رانی کیتکی اور کنور اودے بھان کی

سر جھکا کر ناک رگڑتا ہوں اُس اپنے بنانے والے کے سامنے جس نے ہم سب کو بنایا اور بات کی بات میں وہ سب کر دکھایا جس کا بھید کسی نے نہ پایا۔

آتیاں جاتیاں جو سانسیں ہیں
اس کے بن دھیان سب یہ پھانسیں ہیں

یہ کل کا پتلا جو اپنے اس کھلاڑی کی سدھ رکھے تو کھٹائی میں کیوں پڑے؟ اور کڑوا کسیلا کیوں ہو؟ اس پھل کی مٹھائی چکھے جو بڑوں سے بڑے اگلوں نے چکھی ہے۔

دیکھنے کو آنکھ دی اور سننے کو یہ کان دئے۔ ناک بھی اونچی سب

ہیں کر دی مورتوں کو جی دان دئے۔ مٹی کے باسن کو اتنی سکت کہاں جو اپنے کمہار کے کرتب کچھ بتا سکے؟ سچ ہے، جو بنایا ہوا ہو، سو اپنے بنانے والے کو کیا سراہے؟ اور کیا کہے؟ یوں جس کا جی چاہے پڑا بکے۔ سر سے لگا پاؤں تک جتنے رونگٹے ہیں جو سب کے سب بول اٹھیں اور سراہا کریں اور اتنے برسوں اسی دھیان میں رہیں جتنی ساری ندیوں میں ریت اور پھول پھلیاں کھیت میں ہیں تو بھی کچھ نہ ہو سکے۔

اس سر جھکانے کے ساتھ دن رات جپتا ہوں اس داتا کے پہونچے ہوئے پیارے کو جس کے لئے یوں کہا ہے "جو تو نہ ہوتا میں کچھ نہ بناتا" اور اس کا چچیرا بھائی جس کا بیاہ اسی کے گھر ہوا اس کی سرت مجھے لگی رہی ہے۔ میں پھولا اپنے آپ میں نہیں سماتا اور جتنے اُن کے لڑکے بالے ہیں انہیں کے یہاں پر چاؤ ہے اور کوئی ہو، کچھ میرے جی کو نہیں بھاتا۔ مجھے اس گھرانے کے چھٹ کسی سے بھاگ اوچک چور ٹھگ سے کیا پڑی؟ جیتے مرتے انھیں سبھوں کا آسرا اور ان کے گھرانوں کا رکھتا ہوں تیسوں گھڑی ——

ڈول ڈال ایک انوکھی بات کا

ایک دن بیٹھے بیٹھے یہ بات اپنے دھیان میں چڑھ آئی کہ کوئی کہانی ایسی کہئے جس میں ہندوی چھٹ اور کسی بولی سے پٹ نہ ملے،

تب جا کے میراجی پھول کی کلی کے روپ سے کھلے۔ باہر کی بولی اور گنواری کچھ اس کے بیچ نہ ہو۔ اپنے ملنے والوں میں سے ایک کوئی بڑے پڑھے لکھے پرانے دھرانے بوڑھے گھاگ یہ کھڑاگ لائے سر ہلا کر منہ بنا کر ناک بھوں چڑھا کر آنکھیں پھرا کر لگے کہنے' یہ بات ہوتی دکھائی نہیں دیتی۔ ہندوی پن بھی نہ نکلے اور بھاکھا پن نہ ٹھوس جائے۔ جیسے بھلے لوگ اچھوں سے اچھے آپس میں بولتے چالتے ہیں جوں کا توں وہی ڈول رہے اور چھانہہ کسی کی نہ پڑے، یہ نہیں ہونے کا۔ میں نے ان کی ٹھنڈی سانس کی پھانس کا ٹہوکا کھا کر جھنجلا کر کہا میں کچھ ایسا انوکھا بولا نہیں جو رائی کو پربت کر دکھاؤں۔ اور جھوٹ سچ بول کے انگلیاں نچاؤں اور بے سری بے ٹھکانے کی الجھی سلجھی باتیں سجھاؤں۔ جو مجھ سے نہ ہو سکتا، تو بھلا یہ بات منہ سے کیوں نکالتا؟ جس ڈھب سے ہوتا اس بکھیڑے کو ٹالتا۔

اب اس کہانی کا کہنے والا یہاں آپ کو جتاتا ہے اور جیسا کچھ لوگ اسے پکارتے ہیں کہہ سناتا ہے۔ دھنا ہاتھ منہ پر پھیر کر آپ کو جتاتا ہوں۔ جو میرے داتا نے چاہا تو

وہ تاؤ بھاؤ اور آؤ جاؤ اور کود پھاند اور لپٹ جھپٹ دکھاؤں جو دیکھتے ہی آپ کے دھیان کا گھوڑا، جو بجلی سے بھی بہت چنچل، اچھلاہٹ میں ہرنوں کے روپ میں ہے اپنی چوکڑی بھول جائے۔

گھوڑے پر اپنے چڑھ کے آتا ہوں میں
کرتب جو ہیں سو سب دکھاتا ہوں میں
اوس چاہنے والے نے جو چاہا تو ابھی
کہتا جو کچھ ہوں کر دکھاتا ہوں میں

اب آپ کان رکھ کے سنکھ ہو کے ٹک ادھر دیکھئے کس ڈھب سے بڑھ چلتا ہوں اور اپنے ان پھول کی پنکھڑی جیسے ہونٹوں سے کس کس روپ سے پھول اگلتا ہوں۔

(کہانی کا ابھار اور بول چال کی دولہن کا سنگار)

کسی دیس میں کسی راجہ کے گھر ایک بیٹا تھا۔ اوسے اوس کے ماں باپ اور سب گھر کے لوگ کنور اودے بھان کر کے پکارتے تھے۔ سچ مچ اوس کے جوبن کی جوت میں سورج کی ایک سوت آ ملی تھی۔ اوس کا اچھا پن اور بھلا لگنا کچھ ایسا نہ تھا جو کسی کے لکھنے اور کہنے میں آ سکے۔

پندرہ برس بھر کے سوکھے میں پانو رکھا تھا۔ کچھ یوں ہی
سی اوس کی مسیں بھیگتی چلی تھیں۔ اکڑ مکڑ اوس میں بہت
سی سما رہی تھی، کسی کو کچھ نہ سمجھتا تھا۔ پر کسی بات کے
سوچ کا گھر گھاٹ پایا نہ تھا اور چاؤ کی ندی کا پاٹ اُن نے
دیکھا نہ تھا۔ ایک دن ہریالی دیکھنے کو اپنے گھوڑے پر
چڑھ کے اٹکھیل پنے اور لڑکپن کے ساتھ دیکھتا بھالتا چلا
جاتا تھا۔ اتنے میں ایک ہرنی جو اس کے سامنے آئی، تو
اس کا جی لوٹ پوٹ ہوا۔ اس ہرنی کے پیچھے سب کو چھوڑ چھاڑ کر
گھوڑا پھینکا۔ بھلا کوئی گھوڑا اوسکو پا سکتا تھا؟ جب سورج چھپ
گیا اور ہرنی آنکھوں سے اوجھل ہوئی، تب تو یہ کنور اودے بھان
بھوکھا پیاسا اور اوداسا جامائیاں اور انگڑائیاں لیتا
ہکا بکا ہو کے لگا آسرا ڈھونڈھنے۔ اتنے میں کچھ امریاں
دھیان چڑھیں، اودھر چل نکلا۔ تو کیا دیکھتا ہے؟ چالیس
پچاس رنڈیاں ایک سے ایک جوبن میں اگلی جھولا ڈالے
ہوئے پڑی جھول رہی ہیں اور ساون گاتیاں ہیں۔ جو
انھوں نے اوس کو دیکھا، تو کون؟ تو کون؟ کی چنگھاڑ سی
پڑ گئی (اون سبھوں میں سے ایک کے ساتھ اس کی آنکھ لڑ گئی)

دوھا:

کوئی کہتی تھی یہ اوچکا ہے
کوئی کہتی تھی ایک پکا ہے

دہی جھوے والی لال جوڑا پہنے ہوئے جس کو سب رانی
کیتکی کہتے تھے، اوس کے بھی جی میں اس کی چاہ نے گھر کیا
پر کہنے سننے کو اس نے بہت سے ناہ نوہ کی۔ اس لگ
چلنے کو بھلا کیا کہتے ہیں؟ یک نہ یک جو تم جھٹ سے
ٹپک پڑے یہ نہ جانا جو یہاں رنڈیاں اپنی جھول رہی ہیں
اجی تم جو اس روپ کے ساتھ بیدھڑک چلے آئے ہو،
ٹھنڈی ٹھنڈی چھانہہ چلے جاؤ۔ تب انھوں نے مسوس
کے ملولا کھا کے کہا کہ اتنی رکھائیاں نہ دیجئے میں سارے
دن کا تھکا ہوا ایک پیڑ کی چھانہہ میں اوس کا بچاؤ کر کے
پڑ رہوں گا بڑے تڑکے دھوندلکے اٹھ کر جدھر کو منہ
پڑے گا چلا جاؤں گا۔ کسی کا لیتا دیتا نہیں۔ ایک ہرنی
کے پیچھے سب لوگوں کو چھوڑ کر گھوڑا پھینکا تھا۔ جب
تلک اوجالا رہا اوسی کے دھیان میں تھا جب اندھیرا
چھا گیا اور جی بہت گھبرا گیا، ان امریوں کا آسرا ڈھونڈھ کر

یہاں چلا آیا ہوں۔ کچھ روک ٹوک تو نہ تھی جو ماتھا ٹھنک
جاتا اور رک رہتا، سر اٹھائے ہانپتا ہوا چلا آیا۔ کیا جانتا
تھا پدمنیاں یہاں پڑی جھولتی، پینگیں چڑھا رہی ہیں۔ پر
یوں ہی بدی تھی، برسوں میں کبھی جھولا کروں گا۔ یہ بات
سن کر جو لال جوڑے والی، سب کی سردھری تھی اس نے
کہا۔ ہاں جی بولیاں ٹھولیاں نہ مارو۔ ان کو کہہ دو جہاں جی
چاہے اپنے پڑ رہیں اور جو کچھ کھانے پینے کو مانگیں سو انھیں
پہونچا دو۔ گھر آئے کو کسی نے آج تک مار نہیں ڈالا۔
ان منہ کا ڈول گال تمتمائے اور ہونٹھ پپڑائے اور گھوڑے
کا ہانپنا اور جی کا کانپنا اور گھبراہٹ اور تھرتھراہٹ
اور ٹھنڈی سانسیں بھرنا اور نڈھال ہوکر گرے پڑنا انکو
سچا کرتا ہے۔ بات بنائی اور سچوٹی کی کوئی چھپتی ہے؟ پر
ہمارے اور ان کے بیچ میں کچھ اوٹ سی کپڑے لتے کی
کر دو۔ اتنا آسرا پاکے سب سے پرے کونے میں جو پانچ
سات چھوٹے چھوٹے پودے سے تھے ان کی چھاؤں میں
کنور اودے بھان نے اپنا بچھونا کیا۔ سرہانے ہاتھ دھرکے
چاہتا تھا سو رہے، پر نیند کوئی چاہت کی لگاوٹ میں آتی تھی؟

بڑا بڑا اپنے جی سے باتیں کر رہا تھا۔ اتنے میں کیا ہوتا ہے؟
جو رات سائیں سائیں بولنے لگتی ہے اور ساتھ والیاں
سب سو رہتی ہیں، رانی کیتکی اپنی سہیلی مدن بان کو جگاکر
یوں کہتی ہے۔ اری تونے کچھ سنا ہے؟ میرا جی اس پر آگیا
اور کسی ڈول سے نہیں تھم سکتا۔ تو سب میرے بھیدوں کو
جانتی ہے، اب جو ہونی ہو سو ہو۔ سر رہتا رہے جاتا
جائے، میں اس کے پاس جاتی ہوں۔ تو میرے ساتھ چل،
پر تیرے پاؤں پڑتی ہوں کوئی سننے نہ پاوے۔ اری یہ
میرا جوڑا میرے اور اس کے بنانے والے نے ملا دیا۔ میں
اسی لئے ان امرلیوں میں آئی تھی۔ کیتکی مدن بان کا ہاتھ پکڑے
وہاں آن پہنچتی ہے جہاں کنور اودے بھان لیٹے ہوئے کچھ
سوچ میں پڑے پڑے بڑبڑا رہے تھے۔ مدن بان آگے
بڑھ کے کہنے لگی۔ تمھیں اکیلا جان کے رانی آپ آئی ہیں۔ کنور
اودے بھان یہ سن کے اٹھ بیٹھے اور یہ کہا کیوں نہ ہو
جی سے جی کو ملاپ ہے۔ کنور اور رانی دونوں چپ چاپ
بیٹھے تھے، پر مدن بان دونوں کے بدن گدگدا رہی تھی
ہوتے ہوتے اپنے اپنے پتے سب نے کھولے۔ رانی کا پتہ یہ

کھلا۔ راجہ جگت پرکاس کی بیٹی ہیں اور ان کی ماں رانی کام لتا
کہلاتی ہیں۔ ان کو ماں باپ نے ان سے کہدیا ہے ایک مہینے
پیچھے امریوں میں جاکے جھول آیا کرو۔ آج وہی دن تھا سو
تم سے مٹھ بھیڑ ہوگئی۔ بہت مہاراجوں کے کنوروں کی باتیں
آییاں پر کسی پر ان کا دھیان نہ چڑھا۔ تمھارے دھن بھاگ،
جو تمھارے پاس سب سے چھپ کے میں جو ان کی لڑکپن
کی گوئیاں ہوں مجھے ساتھ اپنے لے کے آئی ہیں۔ اب تم
اپنی کہانی کہو کہ تم کس دیس کے کون ہو۔ انھوں نے کہا میرا
باپ راجہ سورج بھان اور ماں رانی لچھمی باس ہے، آپس میں
جو گنٹھ جوڑا ہوجائے، تو انوکھی اچرج اور اچنبھے کی بات نہیں
یوہیں آگے سے ہوتا چلا آیا ہے۔ جیسا منہ ویسی تھپیڑ، جوڑ
توڑ ٹٹول لیتے ہیں۔ دونوں مہاراجوں کو یہ چیت چاہی بات
اچھی لگے گی۔ پر ہم تم دونو کے جی کا گٹھ جوڑا چاہیے۔
اس میں مدن بان بول اٹھی۔ سو تو ہوا اب اپنی اپنی انگوٹھیاں
ہیر پھیر کرلو اور آپس میں لکھوٹی بھی لکھ دو پھر کچھ ہیچ پیچ نہ رہے
کنور اودے بھان نے اپنی انگوٹھی رانی کیتکی کو پہنا دی۔ اور
رانی کیتکی نے انگوٹھی کنور کی انگلی میں ڈال دی اور ایک دھیمی سی

چٹکی بھی لے لی۔ اس میں مدن بان بول اٹھی۔ جو سچ پوچھو تو
اتنی بھی بہت ہوئی اتنا بڑھ چلنا اچھا نہیں میرے سر چوٹ
ہے۔ اب اوٹھ چلو اور ان کو سونے دو اور روئیں پڑے
رونے دو۔ بات چیت تو ٹھیک ٹھاک ہو چکی تھی، پچھلے پہر
سے رانی تو اپنی سہیلیوں کو لے کے جدھر سے آئی تھی ادھر
چلی گئی اور کنور اودے بھان اپنے گھوڑے کی پیٹھ لگ، کر
اپنے لوگوں سے مل کر اپنے گھر پہنچے۔ کنور جی کا انوپ روپ
کیا کہوں کچھ کہنے میں نہیں آتا۔ کھانا نہ پینا نہ لگ چلنا کسی سے
کچھ کہنا نہ سننا۔ جس دھیان میں تھے اوسی میں گھوکھٹے رہنا
اور گھڑی گھڑی کچھ کچھ سوچ سوچ سر دھننا۔ ہوتے ہوتے
اس بات کا لوگوں میں چرچا پھیل گیا۔ کسی کسی نے مہاراج اور
مہارانی سے بھی کہا کچھ دال میں کالا ہے۔ وہ کنور اودے بھان
جن سے تمھارے گھر کا اوجالا ہے ان دنوں کچھ اس کے
برے تیور بے ڈول آنکھیں دیکھائی دیتی ہیں۔ گھر سے باہر پاؤں
نہیں دھرتا۔ گھر والیاں جو کسی ڈول سے بہلاتیاں ہیں تو اور
کچھ نہیں کرتا ایک اونچی سانس لیتا ہے بہت کسی نے چھیڑا تو
چھپر کھٹ پر جاکے اپنا منہ لپیٹ کے آٹھ آٹھ آنسو پڑا روتا ہے

یہ سنتے ہی ماں باپ کنور کے پاس دوڑے آئے۔ گلے لگایا۔ منہ چوما، پانو پر بیٹے کے گر پڑے، ہاتھ جوڑے اور کہا۔ جی کی بات ہے سو کہتے کیوں نہیں؟ کیا دکھ پڑا جو پڑے پڑے کراہتے ہو؟ راج پاٹ جس کو چاہو دے ڈالو۔ کہو تو تم کیا چاہتے ہو۔ تمھارا جی کیوں نہیں لگتا؟ بھلا وہ ہے کیا، جو ہو نہیں سکتا، مونھ سے بولو جی کھولو جو کہنے میں کچھ سوچتے ہو تو ابھی لکھ بھیجو۔ جو کچھ لکھو گے جوں کی توں وہی کر تمھیں دے جاویں گے۔ جو تم کہو کنویں میں گر پڑو تو ہم دونو ابھی گر پڑتے ہیں، جو کہو سر کاٹ ڈالو تو ابھی سر کاٹ ڈالتے ہیں۔ کنور اودے بھان وہ جو بولتے ہی نہ تھے انہوں نے لکھ بھیجنے کا آسرا پاکے اتنا بولے "اچھا آپ سدھارئے میں لکھ بھیجتا ہوں۔ پر میرے اوس لکھ بھیجنے کو میرے منہ پر کسی ڈھب سے نہ لانا نہیں تو میں شرماؤں گا۔ اسی لئے کہ بات ہو کے میں نے کچھ نہ کہا اور یہ لکھ بھیجا" اب جو میرا جی ناک میں آگیا اور کسی ڈھب نہ رہا گیا اور آپ نے مجھے سو سو روپ سے کھولا اور بہت سا ٹٹولا، تب تو لاج چھوڑ کے ہاتھ جوڑ کے منہ کو چھوڑ کے گھگیا کے یہ لکھتا ہوں۔ جگ میں چاہ کے ہاتھوں کسی کو سکھ نہیں

ہے۔ بھلا وہ کون ہے جس کو دکھ نہیں۔ وہ اس دن جو میں ہریالی دیکھنے کو گیا تھا، وہاں جو میرے سامنے ایک ہرنی کنوتیاں اوٹھائے ہوئے ہولی تھی اس کے پیچھے میں نے گھوڑا بگ چھٹ پھینکا، جب تک اوجالا رہا اسی کے دھن میں چلا گیا جب اندھیرا ہو گیا اور سورج ڈوبا تب جی میرا بہت اوداس ہوا۔ امریاں تاک کے میں اون میں گیا، تو اون امریوں کا پتا پتا میرے جی کا گاہک ہوا، وہاں کا یہ سپھل ہے، کچھ رنڈیاں جھولا جھول رہی تھیں۔ اون سب کی سردھری کوئی رانی کیتکی مہاراجہ جگت پرکاس کی بیٹی ہیں، اونھوں نے یہ انگوٹھی اپنی مجھے دی اور میری انگوٹھی انہوں نے لی اور لکھاوٹ بھی لکھ دی۔ سو یہ انگوٹھی اون کی لکھاوٹ سمیت میرے لکھے ہوئے کے ساتھ پہنچتی ہے۔ آپ دیکھ لیجئے اور جس میں بیٹے کا جی رہ جائے وہ کیجئے۔ مہاراج اور مہارانی اوس بیٹے کے لکھے ہوئے پر سونے کے پانی سے یوں لکھتے ہیں۔ ہم دونوں نے اوس انگوٹھی اور لکھاوٹ کو اپنے آنکھوں سے ملا۔ اب تم اپنے جی میں کچھ کڑھو مت۔ جو رانی کیتکی کے ما باپ تمھاری بات مانتے ہیں تو ہمارے سمدھی اور سمدھن ہیں، دونو راج

ایک جاگہ ہو جائیں گے اور جو کچھ ناہ لوہ کی ٹھیرے گی تو جس ڈول سے
بن آوے گا ڈھال تلوار کے بل تمھاری دلہن ہم تم سے ملا دیں گے،
آج سے اوداس مت رہا کرو کھیلو کودو بولو چالو آنندیں کرو.
ہم اچھی گھڑی سبھ مہورت سوچ کے تمھارے سسرال میں
کسی بامھن کو بھیجتے ہیں جو بات چیت چاہی ٹھیک کر لاوے
بامھن جو سبھ گھڑی دیکھ کے ہٹربڑی سے گیا تھا اوس پر بڑی
کڑی پڑی۔ سنتے ہی رانی کیتکی کے باپ نے کہا اون کے
ہمارے ناتا نہیں ہونے کا، اون کے باپ دادے ہمارے
باپ دادوں کے آگے سدا ہاتھ جوڑ کے باتیں کرتے تھے اور
جو ٹک تیوری چڑھی دیکھتے تھے تو بہت ڈرتے تھے، کیا ہوا جو
اب وے بڑھ گئے اور اونچے پر چڑھ گئے جس کے ماتھے
ہم بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے ٹیکا لگا دیں وہ مہاراجوں کا
راجہ ہو جائے، کس کا منہ جو یہ بات ہمارے منہ پر لائے۔
بامھن نے جل بھن کے کہا اگلے بھی اسی بچار میں تھے اور بھری
سبھا میں یہی کہتے تھے۔ ہم میں اون میں کچھ گوت کا تو میل نہیں ہے
پھر کنور کی ہٹ سے کچھ ہماری نہیں چلتی، نہیں تو ایسی اوچھی بات
کب ہمارے منہ سے نکلتی؟ یہ سنتے ہی مہاراج نے بامھن کے

سر پر پھولوں کی چھڑی پھینک ماری اور کہا جو بامھن کے ہتیا کا
دھڑکا نہ ہوتا تو تجھ کو ابھی چکی میں دلوا ڈالتا۔ اس کو لے جاؤ
اور ایک اندھیری کوٹھری میں موندر کھو۔ جو اس بامھن پر بیتی سو
سب کنور اودے بھان کے ماباپ نے سنتے ہی لڑن کی ٹھان
اپنے ٹھاٹھ باندھ کر دل بادل جیسے گھر آتے ہیں چڑھ آیا جب
دونوں مہاراجوں میں لڑائی ہونے لگی رانی کیتکی ساون بھادوں
کے روپ سے رونے لگی اور دونوں کے جی پر یہ آگئی یہ کیسی
چاہت ہے جس میں لوہو برسنے لگا اور اچھی باتوں کو ترسنے
لگا۔ کنور نے چپکے سے یہ لکھ بھیجا" اب میرا کلیجا ٹکڑے ٹکڑے
ہوا جاتا ہے دونوں مہاراجوں کو آپس میں لڑنے دو کسی ڈول
سے جو ہو سکے تو تم مجھے اپنے پاس بلا لو، ہم تم دونوں مل کے کسی
اور دیس کو نکل چلیں، جو ہونی ہو سو ہو۔ سر رہتا رہے جاتا جائے"۔
ایک مالن جس کو پھول کلی کر سب پکارتے تھے اون نے اس
کنور کی چھٹی کسی پھول کی پنکھڑی میں لپیٹ سپیٹ کے رانی کیتکی
تک پہنچا دی۔ رانی نے اوس چھٹی سے آنکھیں اپنی ملیں اور
مالن کو ایک تھال بھر کے موتی دئے اور چھٹی کی پیٹھ پر اپنے
منہ کی پیک سے یہ لکھا" اے میرے جی کے گاہک جو تو مجھے

بوٹی بوٹی کر چیل کوے کو دے ڈالے تو بھی میری آنکھیں کو
چین کلیجہ کو سکھ ہووے، پر یہ بات بھاگ چلنے کی اچھی نہیں،
ڈول سے بیٹا بیٹی کے باہر ہے جی تجھ سے پیارا نہیں ایک تو کیا
جو کروڑ جی جاتے رہیں پر بھاگنے کی کوئی بات ہمیں رچتی نہیں"۔
یہ چھٹی پیک بھری جو کنور تک جا پہنچتی ہے وہ کئی ایک سونے
کے ہیرے موتی پکھراج کے کھچا کھچ بھرے ہوئے تھال نچھاور
کرکے لٹا دیتا ہے اور چھٹی سے اس کی بیکلی چوگنی پچگنی ہو جاتی ہے
اور اس چھٹی کو اپنے گورے ڈنڈ پر باندھ لیتا ہے۔

(آنا جوگی مہندر گر کا کیلاس پہاڑ سے اور ہرن ہرنی کر ڈالنا کنور اودے بھان اور اس کے باپ کا)

جگت پرکاس اپنے گرو کو جو کیلاس پہاڑ پر رہتا تھا،
یوں لکھ بھیجتا ہے، کچھ ہماری سہائے کیجیے، مہا کٹھن ہم بیتا
ماروں کو پڑی ہے، راجہ سورج بھان کو اب یہاں تک باؤ بھک
نے لیا ہے جو انھوں نے ہم سے مہاراجوں سے ناتے کا ڈول
کیا ہے۔ کیلاس پہاڑ اک ڈال چاندی کا ہے، اوس پر راجہ جگت
پرکاس کا گرو جس کو اندر لوک کے لوگ سب مہندر گر کہتے

تھے، دھیان گیان میں کوئی لونے لاکھ اتیتوں کے ساتھ ٹھاکر
کے بھجن میں دن رات رہا کرتا تھا۔ سونا روپا تانبے رانگے کا
بنانا تو کیا اور گٹکا موںھ میں لے کے اڑنا ورے رہے،
اس کی اور باتیں اس اس ڈھب کی دھیان میں تھیں۔ جو کچھ
کہنے سننے سے باہر ہیں۔ مینھ سونے روپے کا برسا دینا اور
جس روپ میں چاہنا ہو جانا سب کچھ اس کے آگے ایک کھیل
تھا اور گانے میں مہادیو جی چھٹ سب اوس کے آگے کان
پکڑتے تھے۔ سرسوتی جس کو ہندو کہتے ہیں آدھ شکتی، اون نے
بھی اسی سے کچھ گنگنا نا سیکھا تھا۔ اس کے سامنے چھ راگ
چھتیس راگنیاں آٹھ پہر روپ بندھوں کا سا دھرے ہوئے اکی
سیوا میں ہاتھ جوڑے کھڑی رہتی تھیں۔ وہاں اتیتوں کو یہ کہہ کر
پکارتے تھے بھیرو نگر، بسبھاس گر، ہنڈول گر، میگھ ناتھ، کدار
ناتھ، دیپک داس، جوتی سروپ، سارنگ روپ اور اتیتیاں
اس ڈھب سے کہلاتی تھیں، گوجری، ٹوڈی، اساوری، گوری،
مالسری بلاول، جب چاہتا تھا ادھر میں سنگاسن پر بیٹھ
اوڑاے پھرتا تھا اور لونے لاکھ اتیت گٹکے اپنے اپنے منہ لیے
ہوئے گیروے بستر پہنے جٹا بکھیرے اس کے ساتھ ہوتے تھے جس

گھڑی راجہ جگت پرکاس کی چھٹی ایک بھگو سے بہونچتا ہے
جوگی مہندر گر ایک چنگھاڑ مار کر دل بادلوں کو تھلکا دیتا ہے
باگھمبر پر بیٹھ بھبوت اپنے منہ کو مل کچھ کچھ بڑھنت کرتا ہوا
باو کے گھوڑے کی بیٹھ پر لاگا اور سب اتیت مرگ چھالوں
پر بیٹھے ہوئے گٹکے منہ میں لئے ہوئے بول اٹھے "گورکھ جاگا"
ایک آنکھ کی جھپک میں وہاں آن پہونچتا ہے جہاں دونوں
مہاراجوں میں لڑائی ہو رہی تھی۔ پہلے تو ایک کالی آندھی آئی
پھر اولے برسے پھر ایک بڑی آندھی آئی۔ کسی کو اپنی سدہ بدہ
نہ رہی ہاتھی گھوڑے اور جتنے لوگ اور بھیڑ بھاڑ راجہ سورج
بھان کی تھی کچھ نہ سمجھا گیا کدھر گئی او نہیں کون اٹھالے گیا اور
راجہ جگت پرکاس کے لوگوں پر اور رانی کیتکی جی کے لوگوں پر
کیوڑے کی بوندوں کی ننھی ننھی پھارسی پڑنے لگی جب یہ سب
کچھ ہو چکا تو گرو جی نے اپنے اتیتوں سے کہہ دیا اودے بھان،
سورج بھان، لچھمی باس ان تینوں کو ہرن ہرنی بناکے کسی بن میں
چھوڑ دو اور جو ان کے ساتھی ہوں ان سبھوں کو توڑ پھوڑ
دو۔ جیسا کچھ گرو جی نے کہا جھٹ پٹ وہی کیا۔ بپت کا مارا
کنور اودے بھان جی اور اس کا باپ مہاراجہ سورج بھان اور

اس کی ماں مہارانی لچھمی باس ہرن ہرنی بن بن کی ہری ہری
گھاس کئی برس تک چگتے رہے اور اوس بھیڑ بھڑکے کا تو کچھ
تھل بیڑا نہ ملا جو کدھر گئی اور کہاں تھی۔ یہاں کی یہاں ہی رہنے
دو۔ آگے سنو اب رانی کیتکی کی بات اور مہاراجہ جگت پرکاس
کی سہتی ان کے گھر کا گھر گرو جی کے پاؤں پر گرا اور سب نے
سر جھکا کر کہا مہاراج یہ آپ نے بڑا کام کیا ہم سب کو رکھ لیا جو
آپ آج آنہ پہنچتے تو کیا رہا تھا، سب نے مر مٹنے کی ٹھان لی تھی
ان پاپیوں سے کچھ نہ چلے گی یہ جان لی تھی۔ راج پاٹ سب
ہمارا اب نچھاور کر کے جس کو چاہیے دے ڈالئے۔ ہم سب کو
اتیت بناکے اپنے ساتھ لیجئے، راج ہم سے نہیں تھمتا، سورج بھان
کے ہاتھ سے آپ نے بچایا اب کوئی ان کا چچا چندر بھان چڑھ
آوے گا تو کیونکر بچنا ہوگا، اپنے آپ میں تو سکت نہیں پھر
ایسی راجہ کا پھٹے منہ، ہم کہاں تک آپ کو ستایا کریں گے یہ سن کے
جوگی مہندر گر نے کہا تم سب ہمارے بیٹا بیٹی ہو، آنندیں کرو
دندناؤ، سکھ چین سے رہو، ایسا وہ کون ہے جو تمھیں آنکھ بھر کر
اور ڈھب سے دیکھ سکے۔ یہ بگھمبر اور یہ بھبوت ہم نے تمھیں دیا
آگے جو کچھ ایسی گاڑھ پڑے تو اس بگھمبر میں سے ایک رونگٹا توڑ کر

آگ دھر کے پھونک دیجیو، یہ رونگٹا پھونکنے نہ پاوے گا جو ہم آن پہنچیں گے۔ رہا بھبوت سو اس لئے ہے جو کوئی چاہے جب اسے انجن کرے وہ سب کچھ دیکھ لے اور اسے کوئی نہ دیکھے، جو چاہے کرے۔ گرو مہندر گر جن کے پاؤں پوجئے اور دھن مہاراج کہئے ان سے تو کچھ چھپاو نہیں، مہاراجہ جگت پرکاس ان کو مورچھل کرتے ہوئے رانیوں کے پاس لے گئے۔ سونے روپے کے پھول ہیرے موتی گود بھر بھر سب نے نچھاور کئے اور ماتھے رگڑے۔ انھوں نے سب کی پیٹھیں ٹھوکیں۔ رانی کیتکی نے بھی ڈنڈوت کی پر جی ہی جی میں بہت سی گرو جی کو گالیاں دیں۔ گرو جی سات دن سات راتیں یہاں رہ کے راجہ جگت پرکاس کو سنگاسن میں بٹھا کر اپنے اس بگھمبر پر اسی ڈول سے کیلاس پہاڑ پر آدھمکے۔ راجہ جگت پرکاس اپنے اگلے ڈھب سے راج کرنے لگے۔

(رانی کیتکی کا مدن بان کے آگے رونا پچھلی باتوں کا دھیان کر کے ہاتھ جی سے دھونا اپنی بولی کی دھن میں)

رانی کو بہت سی بے کلی تھی
کب سوجھتی وہ بری بھلی تھی

چپکے چپکے کراہتی تھی
جینا اپنا نہ چاہتی تھی
کہتی تھی کبھی اری مدن بان
ہے آٹھ پہر مجھے وہی دھیان
یاں پیاس کسے بھلا کسے بھوک
دیکھوں ہوں وہی ہرے ہرے روکھ
ٹپکے کا ڈر ہے اب یہ کبھی
چاہت کا گھر ہے اب یہ کبھی
امریوں میں ان کا وہ اترنا
اور رات کا سائیں سائیں کرنا
اور چپکے سے اٹھ کے میرا جانا
اور تیری وہ چاہ کا جتانا
ان کی وہ اتار انگوٹھی لینی
اور اپنی انگوٹھی ان کو دینی
آنکھوں میں میری وہ پھر رہی ہے
جی کا جو روپ تھا وہی ہے

کیوں کر انھیں بھولوں کیا کروں میں
ماں باپ سے کب تلک ڈروں میں
اب میں نے سنا ہے اے مدن بان
بن بن کے ہرن ہوئے اودے بھان
چرتے ہوں گے ہری ہری دوب
کچھ تو بھی پسیج سوچ میں ڈوب
میں اپنی گئی ہوں چوکڑی بھول
مت مجھ کو سونگھا یہ ڈھڈ ہے پھول
پھولوں کو اٹھا کے یہاں سے لے جا
سو ٹکڑے ہوا میرا کلیجا
بکھرے جی کو نہ کر اکٹھا
ایک گھاس کا لاکے رکھ دے گٹھا
ہریالی اسی کی دیکھ لوں میں
کچھ اور تو تجھ کو کیا کہوں میں
ان آنکھوں میں ہے بھڑک ہرن کی
پلکیں ہوئیں جیسی گھاس بن کی

جب دیکھیے ڈبڈبا رہی ہیں
اوسیں آنسو کی چھا رہی ہیں
یہ بات جو جی میں گڑ گئی ہے
ایک اوس سی مجھ پہ پڑ گئی ہے

اسی ڈول سے جب اکیلی ہوتی تھی تب مدن بان کے ساتھ ایسے ہی موتی پروتی تھی۔

(بھبوت مانگنا رانی کیتکی کا اپنی ماں رانی کام لتا سے آنکھ مچول کھیلنے کے لئے اور روٹھ رہنا اور راجہ جگت پرکاس کا بلانا اور پیار سے کچھ کچھ کہنا اور وہ بھبوت دینا)

ایک رات رانی کیتکی نے اپنی ماں کام لتا سے بھلاوے میں ڈال کے یہ پوچھا کہ وہ جی گسائیں مہندر گر نے جو بھبوت باپ کو دیا تھا وہ کہاں رکھا ہوا ہے اور اس سے کیا ہوتا ہے۔ اس کی ماں نے کہا میں تیری واری تو کیوں پوچھتی ہے۔ رانی کیتکی کہنے لگی آنکھ مچول کھیلنے کے لئے چاہتی ہوں، جب اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیلوں اور چور بنوں تو کوئی مجھ کو پکڑ نہ سکے۔ رانی کام لتا نے

کہا وہ کھیلنے کے لئے نہیں ہے۔ ایسے ٹٹکے کسی برے دن کے سمہال لینے کو ڈال رکھتے ہیں۔ کیا جانے کوئی گھڑی کیسی ہے کیسی نہیں۔ رانی کیتکی اپنی ماں کی اس بات سے اپنا منھ تھتھا کے اوٹھ گئی اور دن بھر بن کھائے پیئے پڑی رہی۔ مہاراج نے جو بلایا تو کہا مجھے رچ نہیں۔ تب رانی کام لتا بول اٹھیں اجی کچھ تم نے سُنا بھی، بیٹی تمھاری آنکھ مچول کھیلنے کے لئے وہ بھبوت گرو جی کا دیا ہوا مانگتی تھی۔ میں نے نہ دیا اور کہا لڑکی یہ لڑکپن کی باتیں اچھی نہیں، کسی برے دن کے لئے گرو جی دے گئے ہیں۔ اسی پر مجھ سے روٹھی ہے، بہتیرا بہلاتی پھسلاتی ہوں، مانتی نہیں مہاراج نے کہا بھبوت تو کیا مجھے تو اپنا جی بھی اس سے پیارا نہیں، اس کی ایک گھڑی بھر کے بہل جانے پر ایک جی تو کیا جو لاکھ جی ہوں تو دے ڈالیے۔ رانی کیتکی کو ڈبیا میں سے تھوڑا سا بھبوت دیا۔ کئی دن تلک آنکھ مچول اپنے ماں باپ کے سامنے سہیلیوں کے ساتھ کھیلتی، سب کو ہنساتی رہتی، جو سو سو تھال موتیوں کے نچھاور ہوا کئے کیا کہوں ایک چہل تھی جو کہیئے تو کروڑوں پوتھیوں میں جیوں کے تیوں نہ آ سکے۔

(رانی کیتکی کا چاہت سے بیکل ہو اپھرنا اور مدن بان کا ساتھ دینے سے نہیں کرنا)

ایک رات رانی کیتکی اسی دھیان میں اپنی مدن بان سے کہہ اٹھی اب میں نگوڑی لاج سے کٹ کرتی ہوں تو میرا ساتھ دے۔ مدن بان نے کہا کیوں کر، رانی کیتکی نے وہ بھبوت کا لینا اسے جتایا اور یہ سنایا سب یہ آنکھ مچول کی جھلیں میں نے اسی دن کے لئے کر رکھیں تھیں۔ مدن بان کہنے لگی میرا کلیجہ تھرتھرانے لگا اے یہ مانا تم اپنی آنکھوں میں اس بھبوت کا انجن کر لوگی اور میرے بھی لگا دوگی تو ہمیں تمھیں کوئی نہ دیکھے گا اور ہم تم سب کو دیکھیں گے، پر ایسے ہم کہاں سے جی چلے ہیں جو بن لئے ساتھ جو بن ساتھ بن بن بھٹکا کریں اور ہرنوں کے سینگوں میں دونوں ہاتھ ڈال کے لٹکا کریں اور جس کے لئے یہ سب کچھ ہے سو وہ کہاں اور ہو وے تو کیا جانے جو یہ رانی کیتکی جی اور یہ مدن بان نگوڑی نچی کھسوٹی ان کی سہیلی ہے۔ چولھے اور بھاڑ میں جائے یہ چاہت۔ جس کے لئے ماں باپ راج پاٹ سکھ نیند لاج کو چھوڑ کر ندی

کے کھاڑوں میں پھرنا پڑے سوکھی بے ڈول جو وہ اپنی روپ میں ہوتے تو بھلا تھوڑا بہت کچھ آسرا تھا۔ نہ جی یہ ہم سے نہ ہو سکے گا، مہاراج جگت پرکاس اور مہارانی کام لتا کا ہم جان بوجھ کر گھر اجاڑیں اور بہکا کے ان کی بیٹی جو اکلوتی لاڈلی ہے اس کو لے جاویں اور جہاں تہاں اسے بھٹکاویں بنا سپتی کھلاویں اور اپنے چونڈے کو ہلاویں۔ اے جی اس دن تمہیں یہ بوجھ نہ آئی تھی جب تمھارے اور اس کے ماں باپ میں لڑائی ہو رہی تھی۔ اس نے اس مالن کے ہاتھ تمھیں لکھ بھیجا تھا بھاگ چلیں تب تو اپنی منہ کی بیک سے اس کی چھٹی کی پیٹھ پر جو لکھا تھا سو کیا بھول گئی۔ تب تو وہ تاؤ بھاؤ دکھایا تھا اب جو وہ کنور اودے بھان اور ان کے ماباپ تینوں جنے بن بن کے ہرن ہرنی بنے ہوے کیا جانئے کدھر ہونگے کہ ان کی دھیان پر وہ کر بیٹھی جو کسی نے تمھارے گھرانے بھر میں نہیں کی اس بات پر ماٹی ڈال دو نہیں تو پچھتاؤ گی اور اپنا کیا پاؤ گی۔ مجھ سے تو کچھ نہ ہو سکے گا۔ تمھاری کچھ اچھی بات ہوتی ہو تو جیتے جی میرے منہ سے نہ نکلتی پر یہ بات میرے پیٹ میں نہیں پچ سکتی۔ تم ابھی الھڑ ہو تم نے کچھ دیکھا نہیں

جو اسی بات پر تمھیں سچ مچ ڈھلتا دیکھوں گی تو تمھارے ماباپ سے کہہ کر وہ بھبوت جو موا نگوڑا بھوت مچھندر کا پوت اودھوت دے گیا ہے ہاتھ مڑوڑوا کے چھنوا لوں گی۔ رانی کیتکی نے یہ رکھائیاں مدن بان کی سُنکر ہنس کے ٹال دیا اور کہا جس کا جی ہاتھ میں نہ ہو وہ ایسی ایسی لاکھوں سوچتی ہے پر کہنے اور کرنے سے بہت سا پھیر ہے، یہ بھلا کوئی اندھیر ہے، جو ماں باپ کو چھوڑ ہرنوں کے لئے پڑی دوڑتی پھروں پر اری تو بڑی باولی چڑیا ہے جو تو نے یہ بات ٹھیک ٹھاک کر جان لی اور مجھ سے لڑنے لگی۔

(رانی کیتکی کا بھبوت آنکھوں میں لگا کر گھر سے باہر نکل جانا اور سب چھوٹے بڑوں کا تلملانا)

دس پندرہ دن پیچھے ایک رات رانی کیتکی بن کہے مدن بان کے وہ بھبوت آنکھوں میں لگا کر گھر سے باہر نکل گئی اور کچھ کہنے میں نہیں آتا جو ماں باپ پر ہوئی۔ یہ بات ٹھہرادی گرو جی نے کچھ سمجھ کر رانی کیتکی کو اپنے

پاس بلالیا ہوگا۔ مہاراجہ جگت پرکاس اور مہارانی کام لتا راج پاٹ سب کچھ اس بروگ میں چھوڑ چھاڑ ایک پہاڑ کی چوٹی پر جا بیٹھے اور کسی کو اپنے لوگوں میں سے راج تھامنے کے لئے چھوڑ آئے۔ تب مدن بان نے وہ سب باتیں کھولیاں رانی کیتکی کے ماں باپ نے یہ کہا اری مدن بان جو تو بھی اس کے ساتھ ہوتی تو کچھ ہمارا جی ٹھہرتا۔ اب جو وہ تجھے لے جائیں تو، تو کچھ ہچر مچر نہ کیجیو، ان کے ساتھ ہو لیجیو۔ جتنا بھبوت ہے تو اپنے پاس رکھ ہم کیا اس راکھ کو چولھے میں ڈالیں گے، گرو جی نے تو دونوں راجوں کا کھوج کھو دیا۔ کنور اودے بھان اور اس کے ماں باپ دونوں بے ٹھور رہے اور جگت پرکاس اور کام لتا کو یوں تلپٹ کیا۔ بھبوت نہ ہوتا تو یہ باتیں کاہے کو سامنے آتیں۔ ندان مدن بان بھی ان کے ڈھونڈھنے کو نکلی، الجن لگائے ہوئے کیتکی، رانی کیتکی، کہتی ہوئی چلی جاتی تھی۔ بہت دنوں پیچھے کہیں رانی کیتکی بھی ہرنوں کی ڈاروں میں اودے بھان، اودے بھان چنگھاڑتی ہوئی آنکلی جو ایک نے ایک کو تاڑ کر یوں پکارا اپنی اپنی آنکھیں دھو ڈالو، ایک

ڈبرے پر بیٹھ کر دونوں کی مٹ بھیڑ ہوئی، گلے مل کے ایسی روئیاں جو پہاڑوں میں کوک سی پڑ گئی۔

دوہا اپنی بولی کا

چھا گئی ٹھنڈی سانس جھاڑوں میں
پڑ گئی کوک سی پہاڑوں میں

دونوں جنیاں ایک ٹیلے پر اچھی سی چھاں تاڑ کے آ بیٹھیاں اپنی اپنی باتیں دہرانے لگیں۔

(بات چیت رانی کیتکی کی مدن بان سے)

رانی کیتکی نے اپنی بیتی سب کہی اور مدن بان وہی اگلا جھینکنا جھینکا کی اور ان کے ماں باپ نے ان کے لئے جو جوگ سادھا اور جو بروگ لیا تھا سب کہا۔ جب مدن بان یہ سب کہہ چکی تو پھر ہنسنے لگی۔ رانی کیتکی یہ دوہا لگی پڑھنے ——

ہم نہیں ہنسنے کو رکتے جس کا جی چاہے ہنسے
ہے وہی اپنی کہاوت آ پھنسے جی آ پھنسے

اب تو اپنے پیچھے سارا جھگڑا جھانٹا لگ گیا
پاؤں کا کیا ڈھونڈھتی ہے جی میں کانٹا لگ گیا

مدن بان کچھ رانی کیتکی کے آنسو پونچھتے سے چلی۔ ان نے یہ بات ٹھہرائی جو تم کہیں ٹھہرو تو میں تمھارے اُجڑے ہوے ماں باپ کو چپ چاپ یہیں لے آؤں اور انھیں سے یہ بات ٹھہراؤں۔ گسائیں مہندر گر جس کے یہ سب کرتوت ہیں وہ بھی انہیں دونوں اجڑے ہووں کی مٹھی میں ہے۔ اب بھی جو میرا کہا تمھارے دھیان چڑھے تو گئے ہوئے دن پھر پھر سکتے ہیں، پر تمھاری کچھ بھاویں نہیں، ہم کیا پڑے بکتے ہیں۔ میں اس پر بیڑا اٹھاتی ہوں۔ بہت دنوں میں رانی کیتکی نے اس پر اچھا کہا اور مدن بان کو اپنے ماں باپ کے پاس بھیجا اور چٹھی اپنے ہاتھ سے لکھ بھیجی جو آپ سے کچھ ہو سکے تو اس جوگی سے یہ ٹھہرا کے آدیں۔

(مہاراج اور مہارانی کے پاس مدن بان کا پھر آنا اور جیت چاہی بات کا سُنانا)

مدن بان رانی کیتکی کو چھوڑ کر راجہ جگت پرکاس اور رانی

کام لتا جس پہاڑ پر بیٹھے ہوے تھے وہاں جھٹ سے آدیس کر کے آکھڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے لیجئے آپ کا گھر نئے سر سے بسا اور اچھے دن آے رانی کیتکی کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوا، انھیں کے ہاتھ کی یہ چٹھی لائی ہوں آپ پڑھ لیجئے آگے سو چاہے سو کیجئے۔ مہاراج نے اسی بگھمبر میں سے ایک رونگٹا توڑ کر آگ پر دھر دیا۔ بات کی بات میں گسائیں مہندر گر آپہنچے اور جو کچھ یہ نیا سانگ جوگی اور جوگن کا آیا تھا آنکھوں دیکھا۔ سب کو چھاتی سے لگایا اور کہا بگھمبر اسی لئے میں سونپ گیا تھا جو تم پر کچھ ہووے تو اس کا ایک رونگٹا پھونک دیجیو۔ تمھارے گھر کی یہ گت ہو گئی اب تک تم کیا کر رہے تھے اور کن نیندوں سو رہے تھے۔ پر تم کیا کرو وہ کھلاڑی جو روپ چاہے سو دکھاوے، جو جو ناچ چاہے سو نچا دے، بھبوت لڑکی کو کیا دینا تھا ہرن ہرنی اودے بھان اور سورج بھان اس کے باپ کو اور لچھمی باس کو میں نے کیا تھا، میرے آگے ان تینوں کو جیسے کا تیسا کرنا کچھ بڑی بات نہ تھی۔ اچھا، ہوئی سو ہوئی، اب چلو اٹھو، اپنے راج پر براجو اور بیاہ کا ٹھاٹھ کرو۔ اب

تم اپنی بیٹی کو سمیٹو، کنور اودے بھان کو میں نے اپنا بیٹا
کیا اور اس کو رے کے میں بیاہنے چڑھوں گا۔ مہاراج یہ
سنتے ہی اپنے راج کی گدی پر آ بیٹھے اور اسی گھڑی کہہ دیا
سارے چھتوں کو اور کوٹھوں کو گوٹے سے منڈھ لو اور
سونے روپے کے روپہلے سنہرے سب جھاڑ اور پہاڑوں پر
باند دو اور پیڑوں میں موتی کی لڑیاں گوندھو اور کہہ دو
چالیس دن چالیس رات تک جس گھر ناچ آٹھ پہر نہ رہے گا
اس گھر والے سے میں روٹھ رہوں گا اور جانوں گا یہ میرے دکھ سکھ کا
ساتھی نہیں۔ چھ مہینے جد کوئی چلنے والا کہیں نہ ٹھہرے اور
رات دن چلا جاے اس ہیر پھیر میں وہ راج سب کہیں
تھائیں ڈول ہو گیا۔

(جانا مہاراج اور مہارانی اور گسائیں مہندر گر کا رانی کیتکی کے لینے کے لئے)

پھر گروجی اور مہاراج اور مہارانی، مدن بان کے ساتھ
وہاں آپہنچے جہاں رانی کیتکی چپ چاپ سن کھینچی بیٹھی تھی۔
گروجی نے رانی کیتکی کو اپنے گود میں لے کے کنور اودے بھان کا

چڑھاوا چڑھا دیا اور کہا تم اپنے ماں باپ کے ساتھ
اپنے گھر سدھارو، اب میں اپنے بیٹے کنور اودے بھان
کو لئے آتا ہوں۔ گروجی گسائیں جن کو ڈنڈوت ہے سو تو
یوں سدھارتے ہیں آگے جو ہوگی سو کہنے میں آوے گی۔
یہاں کی یہ دھوم دھام اور پھیلاوا دھیان کیجئے۔ مہاراجہ
جگت پرکاس نے اپنے سارے دیس میں کہا یہ پکار دیں
جو یہ نہ کرے گا اس کی بُری گت ہوگی۔ گانو میں آمنے
سامنے ترپولئے بنا بنا کے سوہے کپڑے ان پر لگا دو
اور گوٹ دھنک کی اور گوکھرو روپہلی سنہری اور کرنیں اور
ڈانک ٹانک ٹانک رکھو اور جتنے بڑھ پیپل کے پرانے
پرانے پیڑ جہاں جہاں ہوں ان پر گوٹوں کے پھولوں
کے سہرے ہرے بھرے ایسے جن میں سر سے لگا جڑ تک
ان کی ٹھالک اور جھلک ہو پہنچے باندھ دو۔ پودوں نے
رنگا کے سوہے جوڑے پہنے، سو پانوں ڈالیوں نے
توڑے پہنے۔ بوٹی بوٹی نے پھول پھل کے گہنے، جو بہت نہ
تھے تو تھوڑے تھوڑے پہنے، جتنے ڈھڈ ہے اور ہریاول میں
لہلہے پات تھے اپنے اپنے ہاتھ میں جھبی مہندی کی چاوٹ

سجاوٹ کے ساتھ جتنی سماوٹ میں سما سکی کرلی اور جہاں
تک نول بیاہی دلہن ننھی ننھی پہلیوں کے اور سہاگنیں
نئی نئی کلیوں کے جوڑے پنکھڑیوں کے پہنے ہوئی تھیں،
سب نے اپنی اپنی گود سہاگ پیار کے پھول اور پھلوں
سے بھرلی اور تین برس کا پیسا جو لوگ دیا کرتے تھے
اس راجہ کے راج بھر میں جس جس ڈھب سے ہوا کھیتی
باڑی کرکے، ہل جوت کے اور کپڑا لتا بیچ کھوچ کے، سو
سب ان کو چھوڑ دیا۔ اپنے گھروں میں بناؤ کے ٹھاٹھ کریں
اور جتنے راج بھر میں کوئیں تھے کھنڈ ساروں کی کھنڈ سالیں
لے جا ان میں انڈیلیں گئیں اور سارے بنوں میں اور پہاڑ
تلیوں میں لالٹینوں کی بہار جھم جھماہٹ راتوں کو دکھائی
دینے لگے اور جتنی جھیلیں تھیں ان سب میں کسم اور ٹیسو
اور ہارسنگار تیر گیا اور کیسری بھی تھوڑی تھوڑی گھولنے
میں آگئی اور پھننگ سے لگا جڑ تک جتنے جھاڑ جھنکاڑوں
میں پتے اور پتوں کے بندھے چھوٹے تھے ان میں روپہلے
سنہرے ڈانک گوند لگا لگا کے چپکادے اور کہہ دیا گیا جو
سوہی پگڑی اور سوہے باگے بن کوئی کسی ڈول کسی روپ

سے نہ پھرے چلے اور جتنے گوئے نچوئے بھانڈ بھگتیے، ڈھاڑی، راس دھاری
اور سنگیت ناچتے ہوئے ہوں سب کو کہہ دیا، جن جن گانوں میں جہاں
جہاں ہوں اپنے اپنے ٹھکانوں سے نکل کر اچھے اچھے بچھونے بچھا کر
گاتے بجاتے دھومیں مچاتے ناچتے کودتے رہا کریں۔

(ڈھونڈھنا گوسائیں مہندر گر کا کنور اودے بھان اور اُس کے ماں باپ کو اور نہ پانا اور بہت سا تلملانا اور راجہ اندر کا اس کی چٹھی پڑھ کے آنا)

یہاں کی بات اور چہلیں جو کچھ ہیں سو یہیں رہنے
دو۔ اب آگے یہ سنو۔ جوگی مہندر گر اور اس کے نوے
لاکھ اتیتوں نے سارے بن کے بن چھان مارے، کہیں
کنور اودے بھان اور اس کے ماں باپ کا ٹھکانا نہ لگا،
تب ان نے راجہ اندر کو چٹھی لکھ بھیجی۔ اس چٹھی میں یہ
لکھا ہوا تھا۔ تینوں جنوں کو میں نے ہرن اور ہرنی کر ڈالا
تھا اب ان کو ڈھونڈھتا پھرتا ہوں کہیں نہیں ملتے اور
میری جتنی سکت تھی اپنے سے کر چکا ہوں اور اب میرے

منہ سے نکلا کنور اودے بھان میرا بیٹا اور میں اس کا باپ۔ سسرال میں سب بیاہ کے ٹھاٹھ ہو رہے ہیں۔ اب مجھ پر بپت گاڑھ ہے جو تم سے ہو سکے سو کرو۔ راجہ اندر گرو مہندر گر کو دیکھنے کو سب اندر اسن سمیت آن پہنچتا ہے اور کہتا ہے جیسا آپ کا بیٹا ویسا میرا بیٹا۔ آپ کے ساتھ میں سارے اندر لوک کو سمیٹ کے کنور اودے بھان کو بیاہنے چڑھوں گا۔ گسائیں مہندر گر نے راجہ اندر سے کہا ہماری آپ کی ایک ہی بات ہے پر کچھ ایسی سوجھائیے جن میں وہ اودے بھان ہاتھ آویں یہاں جتنے گویئے اور گائنیں ہیں ان سب کو ساتھ لے کے ہم اور آپ سارے بنوں میں پھریں کہیں نہ کہیں ٹھکانا لگ جائے گا۔

(ہرن اور ہرنیوں کے کھیل کا بگڑنا اور نئے سر سے کنور اودے بھان کا روپ پکڑنا)

ایک رات راجہ اندر اور گوسائیں مہندر گر نکھری ہوئی چاندنی میں بیٹھے راگ سن رہے تھے۔ کروڑوں ہرن آس پاس ان کے راگ کے دھیان میں چوکڑی بھولے

سر جھکائے کھڑے تھے۔ اس میں راجہ اندر نے کہا کہ سب ہرنوں پر پڑھ کے میری سنگت گرو کے بھگت پھرو منتر ایسری باچا، ایک ایک چھینٹا پانی کا دو۔ کیا جانے وہ پانی کیا تھا پانی کے چھینٹے کے ساتھ ہی کنور اودے بھان اور ان کے ماں باپ تینوں جنے ہرنوں کا روپ چھوڑ کر جیسے تھے ویسے ہو جاتے ہیں۔ مہندر گر اور راجہ اندر ان تینوں کو گلے لگاتے ہیں اور پاس اپنے بڑی آؤ بھگت سے بٹھاتے ہیں اور وہی پانی کا گھڑا اپنے لوگوں کو دے کر وہاں پہنچوا دیتے ہیں جہاں سر منڈواتے ہی اولے پڑے تھے۔ راجہ اندر کے لوگ جو پانی کے چھینٹے وہی ایسری باچ پڑھ کے دیتے ہیں جو جو مرے تھے سب اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور جو جو ادھموے ہو کے بھاگ بچے تھے سب سمٹ آتے ہیں راجہ اندر اور مہندر گر کنور اودے بھان اور راجہ سورج بھان اور رانی لچھمی باس کو لے کر ایک اڑن کھٹولے پر بیٹھ کر بڑی دھوم دھام سے ان کے اپنے راج پر بیٹھا کر بیاہ کے ٹھاٹھ کرتے ہیں، پنسیریوں ہیرے موتی ان سب پر نچھاور ہوتے ہیں۔ راجہ سورج بھان اور اودے بھان

اور ان کی ماں رانی لچھمی باس جت جاہی آس پاکر پھولے
اپنے آپ میں نہیں سماتے اور سارے اپنے راج کو یہی کہتے
جاتے ہیں جو نرے بھونرے کے منہ کھول دو اور جس جس کا
جو جو الکت سوجھے بول دو۔ آج کے دن سے اور کون سا
دن ہوگا ہماری آنکھوں کی پتلیوں کا جس سے چین ہے
اس لاڈلے اکلوتے کا بیاہ اور ہم تینوں کا ہرنوں کے
روپ سے نکل کر پھر راج پر بیٹھنا۔ پہلے تو یہ چاہیئے جن جن
کی بیٹیاں بن بیاہیاں کنواریاں بالیاں ہوں ان سب کو
اتنا کر دو کہ جو اپنی جس جس چاو چوچ سے چاہیں اپنی اپنی
گڑیاں سنوار کے اٹھا دیں اور جب تلک جیتی رہیں ہمارے یہاں
سے کھایا پیا پکایا رینڈھا کریں اور سب راج بھر کی بیٹیاں
سدا سہاگنیں بنی رہیں اور سوہے رالے چھٹ کبھی کوئی
کچھ نہ پہنا کریں اور سونے روپے کے کواڑ گنگا جمنی سب گھروں
میں لگ جائیں سب کوٹھوں کے ماتھے پر کیسر اور چندن کے
ٹیکے لگے ہوں اور جتنے پہاڑ ہمارے دیس میں ہوں اتنے
اتنے ہی روپے سونے کے پہاڑ آمنے سامنے کھڑے ہو جائیں
اور سب ڈانگوں کی چوٹیاں موتیوں کی مانگ سے بن مانگے

بھر جائیں اور پھولوں کے گہنے اور بندن واروں سے
سب جھاڑ پہاڑ لدے پھندے رہیں اور اس راج سے لگا
اس راج تک ادھر میں چھت باندھ دو چپا چپا کہیں نہ رہے
جہاں بھیڑ بھڑ کا دھوم دھڑکا نہ ہونا چاہیئے۔ پھول اتنے
بہت سارے کھنڈ جائیں جو ندیاں جیسی سچ مچ پھول کی بہتیاں
ہیں یہ سمجھا جائے اور یہ ڈول کر دو جدھر سے دولھا کو بیاہنے
چڑھیں سب لالڑی اور ہیرے اور پکھراج کی ادھر ادھر کنول
کی ٹٹیاں بن جائیں اور کیاریاں سی ہو جائیں جن کے بیچوں
بیچ سے ہو نکلیں اور کوئی ڈانگ اور پہاڑ تلی کا اتار چڑھاؤ
ایسا دیکھائی نہ دے جس کی گود پکھڑیوں اور پھول پھلوں
سے بھری بھتولی نہ ہو۔

(راجہ اندر کا ٹھاٹھ کرنا اودے بھان کے بیاھنے کیلئے)

راجہ اندر نے کہہ دیا وہ رنڈیاں چلبلیاں جو اپنے مدہ
میں اڑچلیاں ہیں ان سے کہہ دو سولہ سنگار بال بال گنج موتی
پرو دو، اپنے اپنے اچرج اور اچنبھے کے اڑن کھٹولوں کے
اس راج سے اس راج تک ادھر میں چھت سی باندھ دو، پر کچھ

ایسے روپ سے اوڑ چلو جو اڑن کھٹولوں کی کیاریاں اور
پھلواریاں سی سیکڑوں کوس تک ہو جائیں اور اوپر ہی اوپر
مردنگ، بین جلترنگ، منہ چنگ، گھونگھرو، تبلے، کٹ تال
اور سیکڑوں اس ڈھب کے انوکھے باجے بجتے آئیں اور
ان کیاریوں کے بیچ میں ہیرے پکھراج ان بندھے موتیوں
کے جھاڑ اور لال ٹینوں کی بھیڑ بھاڑ کی جھم جھماہٹ دیکھائی
دے اور انھیں لال ٹینوں میں سے ہتیچول، پھلجھڑیاں جاہی
جوہیاں، کدم، گیندا، چنبیلی اس ڈھب سے چھوٹے کہ دیکھتوں
کی چھاتیوں کے کواڑ کھل جائیں اور پٹاخے جو اچھل اچھل
کے پھوٹیں ان میں سے ہنستی سپاری اور بولتے پکھروٹے
ڈھل ڈھل پڑیں اور جب تم سب کو ہنسی آوے تو چاہیئے
اس ہنسی کے ساتھ موتی کی لڑیاں جھڑیں جو سب کے سب
ان کو چن چن کے راج راجے ہو جاویں۔ ڈومنیوں کے روپ
میں سارنگیاں چھیڑ چھیڑ سوہیلے گاؤ، دونوں ہاتھ ہلاؤ، انگلیاں
نچاؤ جو کسی نے نہ سنے ہوں وہ تاؤ بھاؤ آؤ جاؤ راؤ چاؤ
دکھاؤ۔ ٹھڈیاں کپکپاؤ اور ناک بھویں تان تان بھاؤ بتاؤ۔
کوئی پھوٹ کر رہ نہ جاؤ۔ ایسا بھاؤ جو لاکھوں برس میں ہوتا ہے

جو جو راجہ اندر نے اپنے منہ سے نکالا تھا آنکھ کے جھپک
کے ساتھ وہی ہونے لگا اور جو کچھ ان دونوں مہاراجوں نے
ادھر اودھر کہہ دیا تھا سب کچھ اسی روپ سے ٹھیک ٹھاک
ہوگیا۔ جس بیاہنے کی یہ کچھ پھیلاوٹ اور جماوٹ اور رچاوٹ
اوپر تلے اس جمگھٹے کے ساتھ ہو کہ اس کا اور کچھ پھیلاوا کیا
کچھ ہوگیا دھیان کرلو۔

(ٹھاٹھ گسائیں مہندر گر کا)

جب کنور اودے بھان اس روپ سے بیاہنے
چڑھے اور وہ باہمن جو اندھیری کوٹھری میں موندا ہوا
تھا اس کو بھی ساتھ لے لیا اور بہت سے ہاتھ جوڑے
اور کہا باہمن دیوتا ہمارے کہنے سننے پر نہ جاؤ، تمھاری
جو ریت ہوتی چلی آئی ہے بتاتے چلو۔ ایک اڑن کھٹولے
پر وہ بھی ریت بتانے کو ساتھ ہوا۔ راجہ اندر اور گسائیں
مہندر گر ایراوت ہاتھی پر جھومتے جھامتے دیکھتے بھالتے
سارا اکھاڑا لئے چلے جاتے تھے۔ راجہ سورج بھان دولہے
کے گھوڑے کے ساتھ مالا جپتا ہوا پیدل تھا۔ اتنے

میں ایک سناٹا [illegible] گھبرا گئے [illegible]
سے وہ جو جوگی کے نوے لاکھ اتیت بنے تھے سب کے سب
جوگی بنے ہوئے موتیوں کی لڑیوں کی سیلی گلے میں ڈالے
گاتیاں اسی ڈھب کی باندھے، مرگ چھالوں اور بگھمبر
[illegible] جتنی [illegible] پھاڑی تھیں
وہ چولیں چلتی ہوئیں، سکھپال اور چنڈولوں پر اور رتھوں
پر جتنی رانیاں مہارانی [illegible] کے پیچھے چلی آتی تھیں
سب کو گدگدیاں سی ہونے لگیں۔ [illegible] نہیں [illegible]
کا سانگ آیا، کہیں جوگی جے پال آکھڑے [illegible]
مہادیو جی اور پاربتی جی دکھائی پڑے [illegible]
کہیں مچھندر ناتھ بھاگے، کہیں مچھ، کچھ، براہ بے سنکھ ہوئے
کہیں پرسرام، کہیں باون روپ، کہیں ہرناکس اور نرسنگھ،
کہیں رام لچھمن سیتا [illegible]
کا بکھیڑا سارے کا سارا دکھائی دینے لگا، کہیں کنہیا جی
کا جنم اشٹمی ہونا اور [illegible] جانا اور ان کا
اس روپ سے بڑھ چلنا اور گائیں چرانی اور [illegible]
اور گوپیوں سے دھومیں مچانی اور رادھا کا رس کبجا کا

بس کر لینا، کہیں بنسی بٹ، چیر گھاٹ، بندرابن، کریل
کی کنج، بندرابن سیوا کنج برسانے میں رہنا اور اس
کنہیا سے جو جو کچھ ہوا تھا سب کا سب جیوں کا تیوں
آنکھوں میں آنا اور دوارکا میں جانا اور وہیں سونے کے
گھر بنانا اور پھر برج کو نہ آنا اور سولہ سو گوپیوں کا تلملانا
سامنے آ گیا۔ ان گوپیوں میں سے اودھو کا ہاتھ پکڑ کر ایک
گوپی کے اس کہنے نے سب کو رولا دیا جو اس ڈھب
سے بول کے روندھے ہوئے جی کو کھولتی تھی۔

کبت

جب جا سر کریل کی کنجن کوں ہری دوارکا جیو ماں جاے بسے
کلدھوت کے دھام بنائے گھنے مہاراجن کے مہاراج بھئے
تج مور مکٹ اور کامریا کچھو اور ہی ناتے جوڑ لئے
دھرے روپ نئے کئے نیہہ نئے اور گیاں چرائیو بھول گئے

اچھا اپنا گھاٹوں کا

جتنے گھاٹ دونوں راج کی ندیوں میں تھے کچی چاندی کے

تھکے سے ہوکر لوگوں کو ہکا بکا کر رہے تھے۔ نواڑے بھولئے، بجرے، لچکے، مورپنکھی، سونا مکھی، سیام سندر، رام سندر اور جتنی ڈھب کی ناویں تھیں ستھرے روپ سے سجی سجائی، کسی کسائی سو سو لچکیں کھاتیاں آتیاں جاتیاں لہراتیاں بڑی پھرتیاں تھیں۔ ان سب پر یہی گوئیے، کنچنیاں، رام جنیاں ڈومنیاں، کھچا کھچ بھری اپنے کرتب میں ناچتی، گاتی، بجاتی، کودتی پھاندتی، دھومیں مچاتیاں، انگڑائیاں، جمہائیاں انگلیاں نچاتیاں، اور ڈھلی پھرتیاں تھیں اور کوئی ناؤ ایسی نہ تھی جو سونے روپے کے پتروں سے منڈھی ہوئی اور اساوری سے ڈھکی ہوئی نہ ہو اور بہت سی ناؤں پر ہنڈولے بھی اسی ڈھب کے، ان پر گائینیں بیٹھی جھولتی ہوئیں سوہلے کدارے اور باگیسری کانھڑے میں گا رہی تھیں۔ دل بادل ایسے نواڑوں کے سب جھیلوں میں بھی چھا رہے تھے۔

(آ پہنچنا کنور اودے بھان کا بیاہنے کے ٹھاٹھ کے ساتھ دلہن کی ڈیوڑھی پر)

اس دھوم دھام کے ساتھ کنور اودے بھان سہرا باندھے

جب دلہن کے گھر تلک آن پہنچا اور جو ریتیں ان کے گھرانے میں ہوتی چلی آتیاں تھیں ہونے لگیاں، مدن بان رانی کیتکی سے ٹھٹھولی کر کے بولی "اب سکھ سمیٹئے بھر بھر جھولی، سر نہوڑائے کیا بیٹھی ہو، آؤ نہ ٹک ہم تم مل کے جھروکوں سے انہیں جھانکیں"۔ رانی کیتکی نے کہا "اری ایسی نلجی باتیں ہم سے نہ کر، ایسی ہمیں کیا پڑی جو اس گھڑی ایسی کڑی جھیل کر ریل پیل میں اٹھیں اور تیل پھلیل میں بھری ہوئی ان کے جھانکنے کو جا کھڑی ہوں۔ مدن بان اس رکھائی کو اوڑن گھائی کے انٹیوں میں کر بولی۔ دوہے اپنی بولی میں ــــ

دوہا

یوں تو دیکھو واچھڑے جی واچھڑے جی واچھڑے
ہم سے اب آنے لگیں ہیں آپ یہ مہرے کڑے
چھان مارے بن کے بن تھے آپ نے جن کے لئے
وہ ہرن جوبن کے مدہ میں ہیں بنے دولہ کھڑے
تم نہ جاؤ دیکھنے کو جو انہیں، کچھ بات ہے
جھانکتے اس دھیان میں ہیں ان کو سب چھوٹے بڑے

ہے کہاوت "جی کو بھاوے یوں ہی پر منڈیا ہلائے"
لے چلیں گے آپ کو ہم ہیں اسی دھن پر اڑے
سانس ٹھنڈی بھر کے رانی کیتکی بولی کہ سچ
سب تو اچھا کچھ ہوا پر اب بکھیڑے میں پڑے

(واری پھیری ہونا مدن بان کا رانی کیتکی پر اور اسکی باس کا سونگھنا اور انیدے پن سے اونگھنا)

اس گھڑی کچھ مدن بان کو رانی کیتکی کے مانجھے کا جوڑا اور بھینا بھیناپن اور انکھڑیوں کا لجانا اور بکھرا بکھرا جانا بھلا لگ گیا تو رانی کیتکی کی باس سونگھنے لگی اور اپنی آنکھوں کو ایسا کر لیا جیسے کوئی کسی کو انگھنی لگتی ہے سر سے لگا پاؤں تک واری پھیری ہو کے تلوے سہلانے لگی، رانی کیتکی جھٹ سے دھیمے سے ہنس کے لچکے کے ساتھ اٹھی۔ مدن بان بولی میرے ہاتھ کے ٹھوکے سے وہ ہی پالو کا چھالا دکھ گیا ہوگا جو ہرنوں کی ڈھونڈا ڈونڈھ میں پڑ گیا تھا انیسی دکھتی چٹکی کی چوٹ سے مسوس کر رانی کیتکی نے کہا کانٹا اڑا تو اڑا اور چھالا پڑا تو پڑا پر نگوڑی تو کیوں میری پچھالا ہوئی۔

(سراہنا رانی کیتکی کے جوبن کا)

رانی کیتکی کا بھلا لگنا لکھنے پڑھنے سے باہر ہے۔ وہ دونوں بھوؤں کی کھچاوٹ اور پتلیوں میں لاج کی سماوٹ اور نکیلی پلکوں کے رونداہٹ اور ہنسی کی لگاوٹ، دنتڑیوں میں مسیوں کے اوداہٹ اور اتنی سی رکاوٹ سے ناک اور تیوری چڑھا لینا اور سہیلیوں کا گالیاں دینا اور چل نکلنا اور ہرنیوں کے روپ سے کرچھالیں مار پرے اوچھلنا کچھ کہنے میں نہیں آتا۔

(سراہنا کنور جی کے جوبن کا)

کنور اودے بھان کے اچھے پن میں کچھ چل نکلنا کسی سے ہو نہ سکے۔ ہائے رے! ان کی ابھار کے دنوں کا سہانا پن اور چال ڈھال کا اچھن بچھن، اٹھتی ہوئی کونپل کی پھبن اور مکھڑے کا گدرایا ہوا جوبن جیسے بڑے تڑکے ہرے بھرے پہاڑوں کی گود سورج کی کرن نکل آتی ہے یہی روپ تھا ان کی بھیگتی مسوں سے رس کا ٹپکا پڑنا اور اپنی پرچھائیں

دیکھ کر اکڑنا، جہاں تہاں چھانہ اس کا ڈول ٹھیک ٹھاک، ان کے پانوں تلے جیسے دھوپ تھی۔

(دولہا اودے بھان کا سنگاسن پر بیٹھنا)

دولہا اودے بھان سنگاسن پر بیٹھا، ادھر ادھر راجہ اندر اور جوگی مہندر گر جم گئے۔ دولہ کا باپ اپنے بیٹے کے پیچھے مالا لئے کچھ کچھ گنگنانے لگا اور ناچ لگا ہونے اور ادھر ہیں جو اوڑن کھٹولے اندر کے اکھاڑے کے تھے سب کے سب اس روپ سے چھت باندھے ہوئے ٹھہر گئے۔ مہارانیاں دونوں سمدھنیں آپس میں ملیاں جلیاں اور دیکھنے دلکھنے کو کوٹھوں پر چندن کے کواڑوں کے اڑتلوں میں آبیٹھیاں۔ سانگ سنگیت بھنڈ تال رہس ہونے لگا۔ جتنے راگ اور راگنیاں تھیں یمن کلیاں، جھنجوٹی، کانڑا، کھماچ، سوھنی، پرج، بہاگ، سوھرٹ، کالنگڑا، بھیرویں، کھٹ للت، بھیروں روپ پکڑے ہوئے سچ مچ کے جیسے گانے والے ہوتے ہیں اسی روپ سے اپنے اپنے سمے پر گانے لگے اور گانے لگیاں۔ اس ناچ کا جو بھاؤ تاؤ رچاوٹ

کے ساتھ ہوا کس کا منہ جو کہہ سکے، جتنے وہاں کے سکھ چین کے گھر تھے مادھو بلاس، رس دھام، کشن نواس، مچھی بھون، چندر بھون سب کے سب لپے سے لپٹی اور سچے موتیوں کے جھالریں اپنی اپنی گانٹھ میں سمیٹے ہوئے ایک پھبن کے ساتھ متوالوں کے روپ میں جھوم جھوم بیٹھنے والوں کے منہ چوم رہے تھے۔ بیچوں بیچ ان سب گھروں کے ایک آرسی دہام بنایا تھا۔ جس کی چھت اور کواڑ اور آنگن میں آرسی چھٹ لکڑی اینٹ پتھر کے بُٹ، ایک انگلی کے پورے بھر نہ تھی۔ جالی کا جوڑا پہنے ہوئے جودھویں رات جب گھڑی چھ ایک رہ گئی، تب رانی کیتکی سی دلہن کو اس آرسی بھون میں بیٹھا کر دولہ کو بلا بھیجا۔ کنور اودے بھان کنہیا بنا ہوا سر پر مکٹ دھرے سہرا باندھے اسی تڑاوے اور جمگھٹ کے ساتھ چاند سا مکھڑا لئے جا پہنچا۔ جس جس ڈھب سے بامھن اور پنڈت کہتے گئے اور جو مہاراجوں میں ریتیں چلی آتیاں تھیں اسی ڈول سے اسی روپ سے بھونری گٹھ جوڑا سب کچھ ہو لیا۔

دوہے اپنی بولی کے

اب اودے بھان اور رانی کیتکی دونوں ملے
آس کے جو پھول کملائے ہوئے تھے پھر کھلے
چین ہوتا ہی نہ تھا جس ایک کو اس ایک بن
رہنے سہنے سو لگے آپس میں اپنے رات دن
اے کھلاڑی یہ بہت تھا کچھ نہیں تھوڑا ہوا
آن کر آپس میں جو دونوں کا گٹھ جوڑا ہوا
چاہ کے ڈوبے ہوئے اے میرے داتا سب تریں
دن پھرے جیسے انھوں کے ایسے اپنے دن پھریں

وے اڑن کھٹولے والیاں جو ادھر میں چھت باندھے ہوئے تھرک رہی تھیں بھر بھر جھولیاں اور مٹھیاں ہیرے اور موتیوں سے نچھاور کرنے کے لئے اتر آئیاں، اور اڑن کھٹولے جوں کے توں ادھر میں چھت باندھے ہوئے کھڑے رہے۔ دولہا دلہن پر سے ساتھ ساتھ واری پھیرے ہوتے ہیں لیس لیس گیان اور ان سبھوں کو ایک ہچکی سی لگ گئی۔ راجہ اندر نے دلہن کی منہ دکھائی میں ایک ہیرے کا

اکڈال چھپر کھٹ اور ایک پیڑھی پکھراج کی دی اور ایک پارجات کا پودھا جس سے جو مانگے سو ہی ملے، دلہن کے سامنے لگا دیا اور ایک کام دھین گائے کی پٹھیا بھی اس کے نیچے باندھ دی اور اکیس لونڈیاں انہیں اوڑن کھٹولے والیوں سے چن کے اچھی سے اچھی ستھری گاتی بجاتیاں، سیتی پروتیاں، سگھڑ سے سگھڑ سونپیں اور انھیں کہہ دیا "رانی کیتکی چھٹ ان کے دولہ سے کچھ بات چیت نہ رکھیو، تمھارے کان پہلے سے مروڑے دیتا ہوں، نہیں تو سب کی سب پتھر کی مورتیں بن جاؤگی اور اپنا کیا آپ پاؤگی"۔ اور گسائیں مہندر گر وجی نے باون تولے پاؤ رتی جو سنتے ہیں اس کے اکیس مٹکے آگے رکھ کے کہا "یہ بھی ایک کھیل ہے جب چاہئیے تو بہت سا تانبا گلا کے ایک اتنی سی اس کی چھوڑ دیجیئے گا کنچن ہو جائے گا"۔ اور جوگی نے یہ سبھوں سے کہہ دیا جو لوگ ان کے بیاہ میں جاگے ہیں ان کے گھروں میں چالیس دن رات سونے کی ٹڈیوں کے روپ میں مینہ برسیں اور جب تک جئیں کسی بات کو پھر نہ ترسیں نو لاکھ ننانوے گائیں سونے روپے کی سنگھوٹیوں کی جڑاؤ

گہنا پہنے ہوئے، گھنگرو، جھنجھناتیاں، بامھنوں کو دان ہوئیں اور سات برس کا پیسا سارے راج کو چھوڑ دیا۔ بائیس سے ہاتھی اور چھتیس سے اونٹ لدے ہوئے روپیوں کے لٹا دئے۔ کوئی اس بھیڑ بھاڑ میں دونوں راج کا رہنے والا ایسا نہ رہا جس کو گھوڑا جوڑا، روپوں کا توڑا، سونے کی جڑاو کڑوں کی جوڑی نہ ملی ہو اور مدن بان چھٹ دولہ دلہن پاس کسی کا ہواؤ نہ تھا جو بن بلائے چلی جائے، بن بلائے دوڑی آئے تو وہی آئے اور ہنسا دے تو وہی ہنسائے۔ رانی کیتکی کے چھیڑنے کو ان کے کنور اودے بھان کو کنور کنوراجی کہہ کے پکارتی تھی اور اسی بات کو سو سو روپ سے سنوارتی تھی —

دوہے اپنی بولی کے

گھر بسا جس رات انھوں کا تب مدن بان اس گھڑی
کہہ گئی دولھہ دلہن کو ایسی سو باتیں کڑی
باس پاکر کیوڑے کی کیتکی کا جی کھلا
سچ ہے ان دونوں جنوں کو اب کسی کی کیا پڑی

کیا نہ آئی لاج کچھ اپنے پرائے کی اجی
تھی ابھی اس بات کی ایسی ابھی کیا ہر بڑی

دلہن نے اپنے گھونگٹ سے کہا

جی میں آتا ہے تیرے ہونٹوں کو مل ڈالوں ابھی
بل بے اے رنڈی ترے دانتوں کی مسی کی دھڑی